مواعظِ اختر نمبر ۴۲

اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۴۲

اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: بروز اتوار ۱۲ محرم ۱۴۰۸؁ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۸۷؁ء

مقام: جدہ، سعودیہ

موضوع: اللہ تعالیٰ کی شان اجتباء اور ترک معصیت کا طریقہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴؁ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

اللہ تعالیٰ سوال نہ کرنے والے بندے سے ناراض ہوتے ہیں............ ۷

شانِ عطائے الٰہیہ.. ۷

بے وقوف لوگوں سے دور رہنا چاہیے.......................... ۹

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ کی تفسیر...................... ۱۱

خدا کی یاد اور تعلق کے بغیر چین نہیں مل سکتا................ ۱۳

بعض شعر حکمت آمیز ہوتے ہیں.............................. ۱۴

حلیم کی تعریف... ۱۵

کریم کی تعریف.. ۱۵

اَلۡعَزِیۡزُ اور اَلۡغَفُوۡرُ کے درمیان ربط.......................... ۱۷

اِنَّ اللہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ کی تفسیر............ ۱۹

اللہ تعالیٰ کی شانِ اجتباء...................................... ۲۰

وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا کی تفسیر.............................. ۲۳

اللہ تعالیٰ کی محبت کے ذرۂ غم کی قدر و قیمت................. ۲۵

اللہ تعالیٰ کا عاشق بننے کا طریقہ............................... ۲۷

اللہ تعالیٰ آہ وزاری سے ملتے ہیں............................. ۲۸

اگر کوئی گناہ نہیں چھوڑتا تو تم نصیحت کرنا مت چھوڑو.................. ۲۹
گناہ چھوڑنے کا نسخہ.. ۳۰
لذاتِ معصیت کو سرد کرنے والا مراقبہ.................................... ۳۱
قلب کی بیٹری ری چارج کرنے والے لوگ.................................. ۳۳
پرسکون اور پاکیزہ حیات کا حصول.. ۳۴
جہنم کا مزاج... ۳۵
جنت کا صحیح مزہ اہلِ تقویٰ کو نصیب ہوگا................................. ۳۶
ترکِ معاصی کا نور... ۳۸
نفس کا مزاج بھی دوزخ والا ہے... ۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ○

(سورۃ الشوریٰ، آیت:۱۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی خاص صفت کواور اپنے خاص خزانے کو اپنے بندوں پر بذریعہ قرآنِ کریم آگاہ فرمایا ہے اور یہ اطلاع دینا اللہ تعالیٰ کا انتہائی کرم، انتہائی فضل ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے خزانے سے خبردار فرما رہے ہیں، اطلاع دے رہے ہیں تو اس کے اندر یہ راز پوشیدہ ہے کہ وہ خزانہ دینا بھی چاہتے ہیں کیونکہ یہ عالمِ شہادت عالمِ غیب کے نمونے پر ہے، دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کو نہ دینا ہو تو آدمی اس کو بتاتا بھی نہیں اور جب انسان اپنے مہمانوں کو یا اپنے دوستوں کو اعلان کردے کہ بھئی! آج گرما گرم شامی کباب ہیں یا فلاں نعمت ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ شخص دینا بھی چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرآن میں اپنے اس خزانے کی اطلاع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ خزانہ دینا چاہتے ہیں۔ مگر یہ جملہ خبریہ ہے، اور یہ ایسا جملہ خبریہ ہے جس میں جملہ انشائیہ پوشیدہ ہے، اگر میزبان کہتا ہے کہ کباب گرما گرم تیار ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کھانے کے لیے بلا رہا ہے لہٰذا مہمان کہتے ہیں جلدی چلیے کہیں کباب ٹھنڈے نہ ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ سوال نہ کرنے والے بندے سے ناراض ہوتے ہیں

تو حق تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں کے سوالات سے خوش ہوتی ہے۔ دنیا کے لوگ سوال سے ناراض ہوتے ہیں۔ دنیا میں کسی سے دو چار دفعہ کوئی چیز مانگو تو وہ کہے گا بھئی! بس یہی ایک کام رہ گیا ہے۔ دنیا کے لوگ سوال سے غضبناک ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سوال نہ کرنے والوں پر غصہ ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

((مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ))

(مشکوٰۃ وسنن الترمذی، ابواب الدعوات ج۲، ص ۱۷۵)

جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! ایسا کریم جو مانگنے والوں سے خوش ہو اور نہ مانگنے والوں سے ناخوش ہو، انتہائی کرم کی دلیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا والے یہ سمجھتے ہیں کہ میرا مال کم ہو جائے گا، یا اگر ان سب کو دے دوں گا تو میرے بچے اور میرے رشتے داروں کو کم پڑ جائے گا، بادشاہ بھی اگر ہے تو اُس کو بھی یہ خوف ہوتا ہے کہ میرا شاہی خاندان کہاں جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خزانے ایسے ہیں کہ جو کم ہونے والے ہی نہیں ہیں، غیر محدود خزانے ہیں۔ دنیا والوں کا خزانہ محدود، ظرف محدود، سوال محدود، اور زندگی بھی محدود ہے۔

شانِ عطائے الٰہیہ

اللہ تعالیٰ غیر محدود خزانوں کا مالک ہے اور یہ شان بھی ہے کہ اپنے خزانوں سے خود بے نیاز ہے:

﴿وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

(سورۃ المنٰفقون، آیت: ۷)

زمین وآسمان کے خزانوں کا مالک ہے اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہے جبکہ دنیا کے سلاطین اپنے خزانوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اپنے شاہی خاندان کے لیے مستقبل کا سوچتے ہیں کہ کیا ہوگا؟ کچھ رقمیں سوئزرلینڈ وغیرہ باہر بھی بھیج دیتے ہیں کہ خدا نہ کرے کوئی ایسا وقت آپڑے کہ حکومت ہاتھ سے نکل جائے، لہٰذا آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ملک کے حکمران ایسا کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانے سے جو ہمیں آگاہ فرمایا اس کے اندر یہ راز پوشیدہ ہے کہ تم ہم سے مانگو، اگر تم ہم سے نہیں مانگتے ہو تو ہماری اطلاع اور خبر کی تم نے ناشکری کی۔ ایک شخص کہے کہ میرے پاس یہ خزانہ ہے اور اس کے دوست واحباب اس سے طلب نہ کریں یہ اس کی اطلاع اور اس کے اعلان کی ناقدری ہے، لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف جذب فرمالیتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں، مقناطیس کھینچ لے تو آپ کو تعجب نہیں ہوتا لیکن اگر مقناطیس کا خالق کھینچ لے تو اس میں کیا اشکال ہے، یعنی سورج و چاند کے اتنے بڑے بڑے گولے جن کو کشش میگنٹ سے ایک دوسرے سے دُور رکھا، اللہ تعالیٰ نے صحیح صحیح مقدار یعنی نظامِ فلکیات وارضیات، شمسیات وقمریات، ان سب میں ایک تناسب رکھا ہے:

﴿وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ○﴾

(سورۃ یٰسٓ، آیت:۳۸)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس میں میری دو صفتیں کارفرما ہیں۔ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا سورج کے مستقر کو بیان فرمایا اور وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ چاند کے منازل یعنی نظامِ قمری کو بیان فرمایا۔ نظامِ شمسی اور نظامِ قمری کو بیان فرمانے کے بعد فرمایا ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ان کی رفتار کے جو روٹ ہیں اور جو ان کے اندر فاصلے ہیں، چاند، سورج اور زمین میں یہ اندازہ اندھا دھند نہیں ہے۔

بے وقوف لوگوں سے دُور رہنا چاہیے

اندھادھند پر ایک قصہ یاد آیا۔ایک گرو ایک چیلے کے ساتھ جارہا تھا، تو ایک جگہ ''ٹکا سیر بھاجی ٹکہ سیر کھاجا'' مل رہا تھا، یعنی ٹکہ سیر میں مٹھائی شاندار اور ٹکہ سیر میں سبزی مولی گاجر بھی۔ چیلے نے کہا گرو یہیں رُک جاؤ، بڑا اچھا علاقہ ہے۔گرو نے کہا یہ بیوقوفوں کی بستی ہے، احمقوں سے دور رہو۔مگر چیلے کے منہ میں پانی آ گیا، لالچ بری بلا ہے، وہ نہیں مانا اور کہا نہیں! ہم نے آپ کی بہت مانی ہے، ایک ہماری بھی مانو، وہ کچھ دن وہاں رک گئے اور خوب کھانے کھائے، کھا کھا کے چیلے کی گردن خوب موٹی ہوگئی۔ اتنے میں اس بستی میں ایک مجرم پکڑا گیا، راجہ نے اس کو پھانسی کی سزا دی۔جلّاد نے جو اصلی مجرم تھا اس کی گردن میں پھندا لگایا تو پھندا ذرا بڑا تھا، فٹ نہیں ہوا۔جلاد نے راجہ سے کہا اس مجرم کو پھندا فٹ نہیں ہورہا ہے۔تو راجہ نے کہا اچھا! پوری بستی میں گھومو، جس کی گردن میں فٹ ہوجائے اس کو پھانسی دے دو۔ٹکہ سیر کھاجا کھانے کا انعام دیکھئے۔اب جناب سپاہی گھومتے گھومتے اس چیلے کے پاس جب پہنچا تو وہ کھا کھا کر خوب موٹا ہوگیا تھا، پھندا اس کی گردن میں فٹ ہوگیا تو اس کو پکڑ لیا اور پھانسی کے تختہ پر کھڑا کیا۔اس نے کہا مجھے ایک منٹ اپنے گرو سے بات کر لینے دو، پھر آپ مجھے پھانسی دے دینا۔اس نے گرو سے کہا آج ایک دفعہ بچالو پھر زندگی بھر آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، جو آپ کہیں گے وہی کروں گا۔تو اس نے کہا اچھا! صحیح توبہ کرنا، آئندہ کبھی میرے خلاف نہ چلنا۔بس فوراً اس نے اپنی کتاب نکالی، خاص سنسکرت کی جو ہندوانہ ہوتی ہے اور مکّاری سے اعلان کیا کہ آج جو پھانسی پر چڑھ جائے گا سیدھا بےکونٹھ چلا جائے گا، یعنی جنت مل جائے گی۔ہندو جو ہے جنت کو بےکنٹھ کہتا ہے، دوزخ کو نرخ کنٹھ کہتا ہے۔لہٰذا

جب راجہ نے یہ سنا تو جلدی سے اس نے کہا آج ہمیں جنت پہنچادو، جب آج کی پھانسی میں اتنی بڑی برکت ہے تو پھر میری گردن کیوں سلامت رہے لہٰذا میں اپنی گردن پیش کرتا ہوں، راجہ کو پھانسی ہوگئی۔ گرو نے چیلے کو لے کر راہِ فرار اختیار کی اور دوسری بستی میں جا کر کہا خبردار! آئندہ اس بستی میں مت جانا بڑی مشکل سے جان بچائی، اتنی بڑی بشارت دینی پڑی، حالانکہ وہ بشارت وشارت کچھ نہیں ہے، محض جسارت ہے، بے دلیل جسارت ہے۔ تو وہاں اندھا دھند معاملہ تھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ شمس وقمر، یہ زمین کے کُرّے ان کے درمیان کے فاصلے یہ سب میری خاص اَلۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ کی زبردست قدرت ہے، ان کے درمیان مقناطیس کی جتنی ضرورت ہے، ہم کو سائنس سے بحث نہیں کرنی، جس چیز کی جتنی ضرورت ہے ہمیں اس کی تخلیق کے لیے کُنۡ کہنا کافی ہے، عزیز کے معنی زبردست طاقت والا۔ ترجمہ دیکھو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ تو عزیز کے ساتھ علیم نازل فرمایا کہ زبردست طاقت والا اور زبردست علم والا ہے، اگر طاقت زبردست ہے، مثلاً گھر میں دس لڑکے ہیں، آپ نے ایک لڑکے کو زبردست طاقت والا پہلوان بنادیا مگر اس کو علم نہیں ہے، اس میں عقل کی کمی ہے، ہر ایک کو گھونسہ لگائے گا، اس کو پتہ ہی نہیں چلے گا کس کی پٹائی کرنی چاہیے، کس کی نہیں کرنی چاہیے، طاقت کو استعمال کرنے کے لیے حکمت بھی تو چاہیے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عزیز کے بعد علیم نازل فرمایا دیکھو زبردست طاقت ہے، اس زبردست طاقت کو استعمال کرنے کا زبردست علم بھی ہے، شمس وقمر اور زمین وغیرہ میں جتنے مقناطیس کی ضرورت ہے، اندازے سے اس کو رکھا ہے، زبردست طاقت اور زبردست علم سے سارا نظام چل رہا ہے، ان دونوں صفات سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ توجہ ہٹا دیں گے تو قیامت آجائے گی، اور سب فنا ہوجائے گا۔

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ کی تفسیر

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ○﴾

(سورۃ الملک، آیت:۲)

دیکھو! بابرکت ہے وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشدِ اوّل نے پڑھاتے وقت فرمایا اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے کیوں بیان کیا؟ زندگی تو پہلے ملتی ہے، بعد میں موت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ موت کو اور زندگی کو پیدا کیا، پھر حضرت نے فرمایا حیات اور زندگی حقیقت میں حیات جبھی بنتی ہے جب پردیس کو پردیس سمجھے اور وطن کی تیاری میں پردیس کے اندر اپنے وطن کی تعمیر کرلے تو اس کی حیات وزندگی صحیح زندگی ہے، اسی کا پردیس صحیح پردیس ہے اور جو پردیس کا رئیس اور وطن میں قلاش اور بھنگی بن جائے، تہی دست و مفلس بن جائے، وطن میں ذلیل ہوجائے تو اس کو کہتے ہیں اس شخص کا پردیس پردیس نہیں، اس شخص کی حیات جو پردیس میں گزری وہ حیات اس قابل نہیں ہے کہ اس کو حیات کہا جائے، اس لیے فرمایا وہی لوگ زندگی رکھتے ہیں جو اپنی موت کو سامنے رکھتے ہیں کہ اس عارضی حیات کے بعد ایک دائمی زندگی ملنے والی ہے، اس پردیس میں اپنے وطنِ اصلی یعنی جنت کی فکر کرتے ہیں۔ تو موت کے معنیٰ یہ نہیں کہ ہر وقت موت موت وظیفہ کرتے رہو، موت کا وظیفہ کرنے کا حکم نہیں بلکہ صرف اتنا سا دھیان رہے کہ دنیا میں ہم پردیس میں ہیں، مسافر ہیں، آخرت کی تیاری بھی کرنا ہے، پیٹ کے ساتھ ساتھ آخرت کی فکر بھی کرنی ہے۔ آخر میں کیا فرمایا لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ

اَحۡسَنُ عَمَلًا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے۔ دنیا میں اس لیے نہیں پیدا کیا کہ تم جو چاہو کرو، سینما، وی سی آر پر ویڈیو دیکھتے رہو اور ریڈیو سے گانے سنتے رہو، نہیں! ہم نے اس لئے دنیا کو حسین اور رنگین بنایا ہے کہ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا تا کہ تمہاری آزمائش کریں کہ کون اپنے مالک کی مرضی پر چلتا ہے اور کون نفسانی اور اپنی من مانی زندگی گزارتا ہے، معاشرتی اور علاقائی زندگی گزارتا ہے اور کون تمام زندگیوں سے امریکا، روس، جرمنی، جاپان سارے معاشرے کو نظر انداز کر کے ہر سانس میں سوچتا ہے کہ میرا رب کس بات سے راضی ہوتا ہے۔ جو غلام اپنے مالک کو ناخوش کر کے اس کی ناخوشی کی راہوں سے اپنا جی خوش کرتا ہے، ایسے شخص کو مالک اپنا دوست بنائے گا؟ لہٰذا تمہیں پردیس میں چند دن کے لیے بھیجا ہے، ساٹھ سال، ستر سال، اسّی سال کتنا جیو گے، ایک دن تو یہاں سے جانا پڑے گا۔ لہٰذا یہاں دنیا میں کس لیے بھیجا گیا ہے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ نہیں ہے کہ شاندار مکان بنالو، اس میں ایئر کنڈیشن لگوالو، کروڑوں روپے کا بینک بیلنس جمع کرلو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان تمام حلال کمائی کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی کمائی کرو، نمازوں کو وقت پر پڑھو، اگر دو بجے رات کو جہاز سے کہیں جانا ہے تو رات بھر نہیں سوتے ہو اور فجر کی نماز کے لیے ہزار بہانے ہیں کہ ضعف کی وجہ سے اٹھا نہیں جاتا۔ اگر ڈاکٹر کہتا ہے سو دفعہ اٹھو بیٹھو ورنہ پھیپھڑے خراب ہو جائیں گے، آکسیجن کی کمی ہو رہی ہے تو وہاں سو دفعہ اٹھیں بیٹھیں گے اور چار رکعات نماز پڑھنا ان کو مشکل ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ یہ شخص پردیس میں رہتے ہوئے اپنے وطن کی تیاری سے غافل ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم نے تمہیں دنیا میں جو بھیجا ہے لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا تا کہ میں آزمائش کروں کہ تم میں کس کے اعمال اچھے ہیں؟ تمہارا احسنِ عمل کتنا ہے؟، یہ دیکھنا ہے کہ تم ٹڈیوں کے چکر میں ہو اور قفس، پنجڑے کی تیلیوں سے دل لگاتے

ہو یا اپنا چمن اور وطن اصلی یاد رکھتے ہو؟ وہ چڑیا بیوقوف نالائق ہے جو صیاد کے ہری پیلی تیلیوں والے رنگین پنجڑے اور اس کے اندر دانے بھی ہرے پیلے لال دیکھ کر کہے کہ بس ہمیں یہی چاہیے اور کچھ نہیں، چمن وگلستان کچھ نہیں چاہئے، ان چڑیوں کو ایسی چڑیا کی ضرورت ہے جو چمن کو یاد دلا کر قفس کا قفس ہونا ثابت کردے۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا فرماتے ہیں۔

لگ چکا تھا دل قفس میں پھر پریشاں کردیا
ہم صفیرو! تم نے کیوں ذِکر گلستاں کردیا

اللہ والے ذِکر گلستاں کرتے رہتے ہیں، اللہ کی محبت کی داستان سناتے رہتے ہیں جس سے حق تعالیٰ کی محبت اور عظمت دل میں بٹھاتے ہیں۔

خدا کی یاد اور تعلق کے بغیر چین نہیں مل سکتا

پھر آہستہ آہستہ آدمی سمجھتا ہے کہ بغیر اللہ کے نام کے چین نہیں ملے گا، ایئر کنڈیشن کمروں میں چین نہیں ملے گا،نوٹ کی گڈیاں، ریالوں کے گننے سے چین نہیں ملے گا، پاکولا ، مرنڈا وغیرہ اور شامی کباب میں چین نہیں ہے، یہ اسبابِ راحت ہیں، اسبابِ راحت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے راحت بھی مل جائے، کتنے لوگ ہیں جو اسبابِ راحت میں ہیں مگر ان کا قلب راحت سے محروم ہے۔کلفٹن کراچی میں ایک شخص چھ بنگلوں کا مالک تھا، اس نے کہا کہ مجھے نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے، نماز وہ غریب لوگ پڑھیں جو مفلس ہیں، جن کو مانگنا ہو، ہمیں تو اللہ نے اتنا دیا ہے کہ ہمیں مانگنے کی ضرورت ہی نہیں، ہم اللہ سے کیا دعا کریں ہمارے پاس تو چھ پُشتوں تک کے کھانے کا انتظام ہے، ہر وقت اچھا کھانا شامی کباب، بریانی اُڑاتا ہوں، نماز وغیرہ مُلّا اور مسکین پڑھیں۔ یہ داستان نہیں ہے، صحیح قصہ بتارہا ہوں۔ اس کے پیٹ میں

اللہ تعالیٰ نے کینسر پیدا کردیا، ڈاکٹروں نے کہا یہ شامی کباب بند، بریانی بند، کچھ نہیں کھاسکتے ہو، جَو کا پانی دو تولہ پیو بس پیٹ پھاڑ کر ایک نلکی ڈالی گئی، چھ ماہ زندہ رہے، اس کے بعد سب چھوڑ کر چلے گئے۔

دوستو! میں واللہ کہتا ہوں کہ سوائے خدا کی یاد کے، اللہ کے تعلق کے تم چین نہیں پاسکتے، اس کو خوب سمجھ لو! جن کو ہم اسبابِ چین اور اسبابِ راحت سمجھتے ہیں جب اللہ ناراض ہوتا ہے انہی سے پٹوا دیتا ہے، بیوی کتنی چین کی چیز ہے، جب خدا فضل نہ کرے تو یہی بیویاں لڑائی شروع کردیتی ہیں اور اپنے بیٹوں کو ساتھ مِلا لیتی ہیں، بابا کے مقابلے میں لڑ جاتے ہیں، یہ کیا بات ہے! یہی نوکر جو ہمیں آرام دیتے ہیں، ہمارے کاروبار کو ٹھیک کرتے ہیں، اگر خدا ناراض ہو جائے تو ان کو باغی بنا دیتا ہے، بڑے بڑے فیکٹریوں کے مالک تنگ آجاتے ہیں، سارے مزدور باغی ہو جاتے ہیں۔

بعض شعر حکمت آمیز ہوتے ہیں

اب سنو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر، یہ شاعری نہیں ہے، یہ اللہ والوں کے درد بھرے دل کی آواز ہے، یہ ہدایت ہے، بخاری کی روایت ہے:

((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً))

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر والرجز الخ، ج۲، ص۹۰۸)

بعض شعر حکیمانہ ہوتے ہیں، جن کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے تم مخلوق سے چین لینا چاہتے ہو تو یہ بتاؤ! مخلوق مخلوق کو، غلام غلام کو کیا چین دے سکے گا؟ اللہ کی ناراضگی سے ڈرو، تمہارا سارا چین چھیننے پر وہ قادر ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحبؒ بہت پیارا شعر فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر اللہ میاں کی

نظر بدل گئی، نماز میں سستی ہے، روزہ میں سستی ہے، تلاوت نہیں کرتے ہو، ہر وقت ریالوں کے گننے میں لگے ہوئے ہوتو دیکھو پھر یہ کرنسی تمہارے ملک بدلنے سے بدل جائے گی، ملک بدلنے سے کرنسی بدل جاتی ہے، لہٰذا دیکھ لو پاکستانی نوٹ یہاں کچھ کام نہیں آتے، لہٰذا زمین کے نیچے قبر میں جاتے ہی کرنسی بدل جائے گی، یہی تلاوت، یہی درود شریف، یہی ذکر کام آئے گا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہم دنیا میں چین سے رہیں گے ایک خواب ہے، اس سے بڑھ کر بے عقلی کیا ہوگی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی نظر بدلنے سے کیا ہوتا ہے ؎

نگاہِ اَقرباء بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر ایک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ تعالیٰ کی نظر بدل جاتی ہے ساری کائنات میں جہاں جاتا ہے وہیں ذلت پاتا ہے۔

حلیم کی تعریف

یہ تو اللہ تعالیٰ کا حلم ہے۔ اگر کوئی کہے ابھی تک تو ہم بچے ہوئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے حلم سے بچے ہوئے ہیں۔ حلیم کی شرح ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں

اَلْحَلِیْمُ هُوَ الَّذِیْ لَا یُعَجِّلُ بِالْعُقُوْبَةِ

(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصلوٰۃ باب التطوع، ج۳، ص۲۱۲)

حلیم وہ ذات ہے جو سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔

کریم کی تعریف

اور اگر کوئی کہے کہ پھر ہمیں اللہ روٹی کیوں دے رہا ہے؟ ہم تو

بڑے ٹھاٹ سے ہیں، قالینوں پر چلتے ہیں اور عمدہ قسم کے کباب و بریانی اُڑاتے ہیں، تو یہ سب اس ذات پاک کے کریم ہونے کی وجہ سے کھاتے ہیں، کریم کی تعریف کیا ہے؟

هُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَبِدُوْنِ الْمِنَّةِ

(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الصلوٰۃ باب التطوع، ج ۳، ص ۲۱۲)

کریم وہ ذات ہے جو بلا استحقاق رزق عطا کرے، اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ کریم ہے اور کریم کی تعریف یہ ہے کہ جو نا اہلوں پر بھی فضل کردے، لہٰذا تم ان دو صفتوں کی وجہ سے میری نافرمانی کے باوجود عیش میں ہو۔ یہ سوچو جس کا باپ کریم ہو اور اپنے بیٹے کی خطاؤں کی وجہ سے گرفت نہیں کررہا ہے تو کیا اس کے کرم کا یہی حق ہے کہ اس کو ہمیشہ ناراض رکھو، اس پر تو اور جان دینی چاہیے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللہ! خدا کی قسم! اگر دوزخ کا ڈنڈا نہ بھی ہوتا، بالفرض خدا دوزخ پیدا ہی نہ کرتا تو اللہ کے شریف بندے یہی سوچتے کہ ایسے محسن کہ جس نے چلنے کے لیے زمین بنائی، روشنی کے لیے سورج بنایا، زمین و آسمان، سمندر، پہاڑ پیدا کیے اور ہمیں وجود بخشا، ہم معدوم تھے، ایسے کریم، ایسے محسن، ایسے پالنے والے کے ساتھ حقِ شرافت یہی ہے کہ ہم ان کو گناہ کرکے ناراض نہ کریں، دوزخ کے ڈر سے گناہ چھوڑا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے، لیکن اصل درجہ یہ ہے جو اللہ کی ناراضگی کے خوف سے چھوڑ دے کہ اس گناہ سے میرا دل تو خوش ہورہا ہے، مگر میرا پالنے والا ناخوش ہورہا ہے، ہمارا ربّ ناخوش ہورہا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں شریف بندوں کی شرافت کا تقاضا یہ ہے، شرافتِ بندگی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ناراض نہ کریں۔ جیسے انسان اپنے دوستوں سے کہہ دیتا ہے بھئی! تمہاری بات سب کچھ ٹھیک ہے لیکن ہم اپنے اماں ابّا کو ناراض نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے ہمیں پالا ہے، ان کی ناراضگی کے لیے ہم تیار نہیں، یہ کیا بات ہے، پس خوب سمجھ لو کہ ابّا سے زیادہ حق ربّا کا ہے۔

اَلْعَزِیْزُ اور اَلْغَفُوْرُ کے درمیان ربط

اللہ تعالیٰ نے آخر میں وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ فرمایا۔ مجھے عزیز اور غفور کا ربط بیان کرنا ہے۔ عزیز کے بعد غفور کیوں نازل ہوا؟ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں تو عزیز کے معنی ہیں زبردست طاقت والا اور غفور کے معنیٰ ہیں بہت معاف کرنے والا، اللہ تعالیٰ نے عزیز کے بعد غفور اس لیے نازل فرمایا تا کہ اللہ کی مغفرت کی تمہیں قدر معلوم ہو، کمزور آدمی اگر معاف کر دے تو اس کی معافی کی قدر نہیں ہوتی۔ ایک آدمی ٹائیفائڈ میں چارپائی پر پڑا ہوا ہے، مر رہا ہے، اس میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے، اگر وہ کسی کو کہہ دے جاؤ میں تمہاری بہت پٹائی کرتا، لیکن معاف کرتا ہوں۔ تو کہے گا میاں! اٹھنے کی طاقت نہیں تم ہماری کیا پٹائی کرو گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری مغفرت کی تم قدر کرو کیونکہ میں زبردست طاقت والا ہوں، رات کو تم خیریت سے سوؤ اور صبح تمہارے گردے میں پتھری ڈال سکتا ہوں، پیشاب نہیں اترے گا، چلاتے رہو گے، جو دست و بازو کی تمہاری طاقت ہے، تم جو میں میں کرتے رہتے ہو، ساری اسی وقت میں نکل جائے گی، ایسی طاقت والی ذات اگر تمہیں بخش دے، تو تم شکریہ ادا کرو، اس کی قدر کرو، یا اللہ! آپ کا احسان ہے آپ ہمیں زمین میں دھنسانے پر قادر ہیں، جس بس اسٹاپ پر، جس ریلوے اسٹیشن پر، جس ایئر پورٹ پر ہم گناہوں سے نظر خراب کر لیتے ہیں، خدا چاہے تو وہیں دھنسا دے، لیکن اس کا احسان ہے ہماری تمام نالائقیوں پر حلیم و کریم ہونے کی وجہ سے ہمیں موقع دے رہا ہے کہ شاید اب تم اصلاح کر لو۔

تو یہ بات پر بات چل رہی تھی، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بڑے زبردست خزانے کی خبر دی ہے، جب خبر دی ہے تو ہمیں مانگنا چاہیے

اور ہمارے بزرگوں نے مانگ کر کے سکھا دیا اے اللہ ہم جس ماحول میں گھرے ہوئے ہیں، نفس وشیطان ہمیں جکڑے ہوئے ہیں، اس معاشرہ اور ماحول سے ہم نہیں نکل پارہے جیسے کوئی بچہ سندر بن میں اغوا ہوگیا، سندر بن بنگلہ دیش میں ہے، وہ بچہ کسی ذریعہ سے باپ کو اطلاع کردے کہ اے میرے ابّا میں آنا چاہتا ہوں، مجھے آپ کی جدائی کا غم ہے لیکن مجھے کچھ غنڈے پکڑے ہوئے ہیں، کسی طرح سے مجھے باہر نکلنے نہیں دیتے، میں نے آپ کو اطلاع کر دی، اب آپ اپنی مہربانی اور شفقت پدریہ سے ہمیں ان سے چھڑا لیں تو باپ کی رحمت جوش میں آتی ہے، باپ کیا کرتا ہے؟ صبح اخبار میں اشتہار دیتا ہے کہ جو میرے بچے کو فلاں جگہ سے چھڑا کر لے آئے گا پچاس ہزار انعام دوں گا۔ ڈی آئی جی سے ملاقات کرتا ہے، وزیر اعظم سے ملاقات کرتا ہے۔ بڑے بڑے وڈیروں سے ملاقات کرتا ہے، جہاں سے اس کو امید ہوتی ہے وہ اپنے بچے کو ہر طرح سے چھڑانے کی کوشش کرتا ہے، لہٰذا جو لوگ نفس وشیطان کے چنگل میں ہیں، ارادہ تو ہے سلوک طے کریں گے، اللہ کے ولی بنیں گے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ سلوک میں چلتے ہیں، ان کا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ میں اللہ والا بن جاؤں، لیکن فرماتے ہیں ؎

سوئے آہوئے بصیدی تافتم
خویش را در صید خوکے یافتم

میں ایک ہرن کے شکار کے لیے دوڑا اور مجھے ناز بھی تھا کہ میں ہرن کا شکاری ہوں تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں جھاڑی سے ایک جنگلی سور نکلا اور اس نے ہمیں اپنے خطرناک دانتوں میں دبوچ لیا، اب دل میں، میں یہ سوچتا ہوں کہ مجھے تو ناز یہ تھا کہ میں ہرن کا شکاری ہوں اور ایک جنگلی سور نے مجھے اپنے منہ میں دبوچ رکھا ہے۔ تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ناز مت کرو، ہر وقت

ڈرتے رہو، جو راہِ سلوک میں چلتے ہیں نفس وشیطان گناہوں میں دبوچ لیتے ہیں، اس طرح کہ غیر اللہ کے عشق ومحبت میں مبتلا کردیتے ہیں، یہ جنگلی سور کی طرح سے دبوچ لیتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ کی تفسیر

لٰہذا فرمایا ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے ہیں ہمیں وہ شان اجتباء عطا فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں خزانہ بیان کیا، مولانا رومی کہتے ہیں اسی خزانے کو مانگو۔ کیسے مانگو؟ اس کا طریقہ سکھا رہے ہیں، یوں کہو ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری

اے اللہ! آپ ہمارے خریدار ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی جانوں کو ان سے خرید لیا، کس کے عوض میں؟ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ جنت کے عوض میں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے نفس کو خریدتا ہوں، اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ قُلُوۡبَہُمۡ نہیں فرمایا اَرۡوَاحَہُمۡ نہیں فرمایا۔ روح نہیں فرمایا دل نہیں فرمایا، نفس گندا، ذلیل وخوار کو اختیار فرمایا، جبکہ وہ جانتے ہیں اس کا نفس کیا کیا گڑبڑ کرتا ہے، نفس تو عیب دار چیز ہے:

﴿اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ﴾

(سورۃ یوسف، آیت:۵۳)

لیکن علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کریم ہیں یہ ان کا کرم ہے، کریم جب

مارکیٹ میں جاتا ہے، تو جس کا سودا عیب دار ہوتا ہے، جس کو کوئی نہیں خریدتا وہ غمگین، افسردہ، مضمحل پڑا ہوتا ہے۔ کریم کہتا ہے اچھا! تمہارا کوئی سودا پوچھنے والا نہیں، تم غمگین بیٹھے ہو، لاؤ ہم خرید لیتے ہیں۔ تو کریم عیب دار سودا خرید لیتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری روح اور دل کو خریدنے کی نسبت نہیں کی، بلکہ ہمارے عیب دار اور گناہ گار نالائق نفس کو خریدا جس سے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں، اس عیب دار سودے کے خریدار ہیں اور کس کے بدلے میں

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ لَا عَيْبَ فِيْهَا

(روح المعانی: جز ۱۱، ص ۵۴، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

ایسی جنت کے بدلے میں جس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اللہ فرماتے ہیں ہماری جنت میں کوئی عیب نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ اجتباء

یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ کرم ہے، لہٰذا مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری

اے اللہ! تمام دنیا میں جتنے جذب کرنے والے ہیں ان سب پر آپ غالب ہیں، سب سے زیادہ طاقت والے ہیں، ہم کو ہمارا نفس، ہمارا معاشرہ، ہمارا ماحول اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور سب کھینچنے والوں سے آپ کی طاقت زیادہ ہے، اگر آپ اپنا دستِ کرم ہماری طرف بڑھا دیں اور اپنا بنالیں تو پھر ہمیں کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔

دیکھو بھئی! ایک شخص کمزور ہے، ابھی یہاں دس آدمی کسی کو پکڑے ہوئے ہیں، اور اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، اتنے میں اس نے وائرلیس فون کر کے کسی نامی گرامی یا پہلوان طاقت ور مثلاً محمد علی باکسر کو اپنی مدد کے لئے بلوا لیا اور

اس نے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو آپ بتاؤ! وہ کدھر کھنچے گا؟ بھئی! اس کی طاقت تو مشہور ہے، سارے لوگ اس کو دیکھتے ہی رہ جائیں گے بلکہ اس کی شکل دیکھتے ہی سب چھوڑ کے بھاگ جائیں گے، اللہ تعالیٰ جس بندے کے قلب کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں ان کے ارادے کا اثر سارے عالم میں پڑتا ہے، نہ اس کو نفس کھینچ سکتا ہے، نہ شیطان۔ کیا خوب مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ اے خدا اگر آپ ہم کو جذب فرمالیں ؎

غالبی بر جاذباں اے مُشتری
شایدر درماندگاں را واخری

اپنے عاجز بندوں کو جو نفس وشیطان سے نکلنا چاہتے ہیں، نہیں نکل پاتے اگر آپ ان کو خرید لیں، ان کو اٹھالیں تو پھر وہ آپ کے بن جائیں گے، اور فرماتے ہیں ؎

گر ہزاراں دام باشد برقدم
چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم

ہزاروں جال گناہوں کے ہر قدم پر ہوں تو اے خدا! اگر تو میرے ساتھ ہے تو بھی گناہوں کے ہزاروں جال اور ہزاروں اسباب ہمیں برباد نہیں کرسکتے، انتہائی تخریب اور بربادی کے مقام پر ایک شخص پہنچا ہوا ہے، اگر اللہ چاہے ہماری بربادی کے نقطۂ منتہٰی کو ایک سیکنڈ میں بس ارادہ فرمالیں تو ان کی تعمیر کا نقطۂ آغاز ہماری تخریب کی انتہا کو پانے کے لیے کافی ہے، جب ان کی شانِ جذب کا ظہور ہوتا ہے، فوراً حالات بدل جاتے ہیں، ایسے بدلتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہو رہا ہے، شانِ جذب کی نعمت کو اے دوستو! خدا سے مانگو، یہ بہت بڑا خزانہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس خزانے کی اطلاع بھی دی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اسی آیت کو

سمجھانے کے لیے کہ دو صفتیں، دو خوبیاں اللہ تعالیٰ نے بیان کیں کہ جس کو چاہتا ہے اللہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اللہ کی طرف چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی راستہ کھول دیتا ہے، حضرت نے اس آیت کو سمجھانے کے لیے ایک واقعہ بیان کیا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے حضرت ہردوئی دامت برکاتہم سے فرمایا کہ چلئے ایک مریض کو دیکھ آئیں۔ گاڑی موٹر تیار ہے، اس کے بعد الٰہ آباد میں ایک حکیم سلیمان صاحب ہیں، حضرت پرتاب گڑھی نے فرمایا کہ حکیم صاحب سو رہے ہیں، ان کو جگادو کہ وہ میرے ساتھ چلیں، تو وہ آدمی ان کو جگا کر لے آیا، پھر حضرت ہردوئی نے فرمایا میں جب موٹر کے قریب پہنچا تو کسی نے میرے لیے دروازہ کھول دیا، تو ہم لوگ تو تھے سالک کیونکہ ہم کار کے دروازے تک پہنچے تو کار کا جو مالک چلانے والا تھا، اس نے دروازہ کھول دیا:

﴿وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ﴾

(سورۃ الشوریٰ، آیت:۱۳)

جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے دروازہ کھول لیتا ہے اور وہ جو حکیم صاحب سوتے ہوئے اٹھائے گئے اور کار میں بٹھائے گئے، وہ اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ تھے، وہ جذب سے آئے تھے ؎

سن لے اے دوست! جب ایّام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اسی کو جگر کے استاد، اصغر گونڈویؒ نے تعبیر کیا ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اور ہم جس کو بلاتے ہیں تو وہ صرف اپنے دونوں کانوں سے سنتا ہے لیکن اللہ جس

کو بلاتا ہے پکارتا ہے، اُس کے بال بال کان بن جاتے ہیں ۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

واہ رے اللہ! آپ جس کو پکارتے ہیں جس کو اپنا بناتے ہیں، اس کے بال بال اپنے اندر کشش محسوس کرتے ہیں، یہ ہے اللہ کا کرم، یہ ہے اللہ کا جذب ۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی
ہر بن منہ سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کوئی شخص محض سالک بن کر اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس کا سلوک اپنی طرف سے چلنا، یہ محنت محدود ہے، اور اللہ کا راستہ غیر محدود ہے، غیر محدود راستے کو بندہ اپنی محدود طاقتوں سے تکمیل نہیں کرسکتا لہٰذا کچھ دن چلانے کے بعد سب کو جذب نصیب ہوجاتا ہے، پھر وہ اپنی غیر محدود طاقت سے اپنے تک پہنچادیتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا کی تفسیر

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

مجاہدہ کی قید لگادی تھوڑا سا مجاہدہ بھی کرو، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کی چار تفسیریں کی ہیں کہ مجاہدے کی حقیقت کیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا

(تفسیر مظہری، ج ۷، ص ۲۱۶)

جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے مشقت اٹھائے، وظیفہ پڑھنے کے لیے تو سب پیش پیش ہوتے ہیں، وظیفہ بتادو کہ اس کو پڑھ لیں اور مالدار ہوجائیں،

دیکھیں! ایک صاحب مجھے عزیز آباد میں ملے، کراچی میں ایک محلہ ہے، اس کا نام عزیز آباد ہے، ان سے میری کوئی جان پہچان نہیں مگر تھے کسی بزرگ کے رشتے دار۔ انہوں نے راستے میں مجھے پکڑ لیا، کہنے لگے یہ آپ کی ٹوپی اور لمبے کرتے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بزرگوں کے سلسلے سے کچھ تعلق ہے، میں ایک مصیبت میں مبتلا ہوں، اس نے اپنا حال بیان کیا کہ بیوی ناراض ہو کر میکے چلی گئی ہے اور میں اس کی یاد میں رات بھر تارے گنتا ہوں تو مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی کہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے تو رات بھر وظیفہ کرنے کے لیے تیار ہیں اور اللہ کو خوش کرنے کے لیے سستی معلوم ہوتی ہے۔ سوچئے آپ اس کو، وہاں نیند نہیں آتی اور نماز کے وقت آجاتی ہے۔ پوچھو مت دس دس میل دور جو گناہ کے اڈے ہوتے ہیں وہاں بھاگے جا رہے ہیں، عادت پڑی ہوئی ہے لیکن اللہ کی یاد میں جب دیکھو سستی گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی کمی ہے، جب محبت کا پٹرول آجائے گا ان شاء اللہ تو آپ کو تمام عبادات، پانچوں وقت کی نماز، روزہ سب آسان نہیں بلکہ لذیذ ہو جائے گا بلکہ بغیر نماز کے آپ بے چین رہیں گے، آج تو نماز پڑھنے کے لیے آپ کو ہمت نہیں ہو رہی ہے، اگر خدائے تعالیٰ کی محبت ہمارے دلوں کو عطا ہو جائے، تو آپ بغیر نماز کے سو نہیں سکتے، اگر آپ چاہیں کہ بغیر نماز پڑھے کسی طرح نیند آجائے، ویلیم فائف بھی کھا لو، لیکن نماز پڑھے بغیر نیند نہیں آئے گی، ان شاء اللہ۔ حق تعالیٰ جس کو اپنا تعلق عطا کرتے ہیں، جس کے قلب کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں، پھر اس کی شان یہ ہو جاتی ہے۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

یہ تو بُھلا کر کے چاہتا ہے عشاء نہ پڑھوں اور سو جاؤں لیکن نیند نہیں آسکتی اگر

خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنے لیے قبول فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا ایک شعر ہے کہ اللہ سے تعلق کی علامت کیا ہے؟ اس بندے کو تعلق مع اللہ کی دولت نصیب ہوگئی، نسبت مع اللہ عطا ہوگئی ہے اس کی کیا علامت ہے؟ فرماتے ہیں کہ ؎

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پایئے

اب گلی پر اپنا ایک مزیدار شعر سناتا ہوں، جب میں حیدر آباد دکن گیا تو سعید آباد میں فیض العلوم ہے، وہاں میرے ایک دوست نے کہا چلو شہر مارکیٹ اور تمام چیزیں دکھالائیں۔ میں نے کہا دیکھو بھئی! مجھے تو کچھ خریدنا ہے نہیں، کراچی میں مارکیٹیں بہت بڑی بڑی ہیں، مت لے چلو، اس وقت فوراً ایک شعر موزوں ہوگیا ؎

نہ لے جاؤ مجھے ان کی گلی میں
اضافہ ہوگا میری بے کلی میں

اسی وقت یہ شعر موزوں ہوا۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے، میرا شاعری میں کوئی استاد بھی نہیں اور استاد کرنا اپنے درد کی توہین سمجھتا ہوں، کیونکہ مولیٰ کا درد ہی میرا استاد ہے ؎

مجھ کو تمہارے درد نے شاعر بنا دیا

میرا درد ہی میرا امام ہے۔ میں نے ایک مسجد بھی بنائی ہوئی ہے درد دل کی، سنو! اس کا میٹریل سیمنٹ وغیرہ نہیں ہے ؎

دوستو! دردِ دل کی مسجد میں

دوسرا مصرعہ سنئے!

درد، دل کا امام ہوتا ہے

درد جو ہے بہت بڑی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے ذرۂ غم کی قدر و قیمت

ہمارے سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

نے امیری کی طلب اور نے فقیری کی طلب
ایک ذرہ درد کا یارب تو میرے دل میں ڈال

واللہ دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرۂ غم اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرۂ درد سلاطین کی دنیا اور ہفت اقلیم سے افضل ہے، اس کے سامنے سلاطین کے تخت و تاج کی کوئی قیمت نہیں۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عمدہ شعر فرمایا۔

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے

آہ! سبحان اللہ! کیا پیارا غم ہے! اللہ کی محبت کا غم جس سے وہ ہر وقت ہمیں یاد آتے رہیں۔

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

یہ وہ غم ہے جیسے عصائے موسوی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے تمام جادوگروں کے سانپ، بچھو نگل لئے۔ دنیا کے جتنے غم ہیں اے خدا! اپنی محبت کا ایک ذرۂ غم عطا کردے، سارے دنیا کے غموں کو یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم سب سانپ بچھو کی طرح سے نگل جائے گا بلکہ لذیذ ہوجائیں گے، اگر سِکرین کڑوے خربوزہ کو میٹھا کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی لذت بھی ہماری دنیا کی تلخیوں کو شیریں بناسکتی ہے، یعنی جس کا یہ جی چاہتا ہو کہ ہمیشہ سدا بہار رہے، اللہ سے محبت قائم کرلے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے ہر دن و رات کو پر بہار کردیتے ہیں، وہاں خزاں چھو بھی نہیں سکتی، جو بندے اللہ کے ساتھ ذکر میں مشغول ہیں وہ

خالقِ بہار کے پاس کھڑے ہیں، دیکھو! ذکر اتنی بڑی نعمت ہے کہ ذکر کرنے والا اللہ کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بات محدّثین نے لکھی ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تصوف اور پیری مریدی سب فضول ہیں۔ جو بات میں پیش کررہا ہوں احادیث کی کتابوں سے اور ان کی شروحات سے بڑے بڑے محدّثین کے اقوال پیش کرتا ہوں۔ ملّاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشکوٰۃ کی شرح میں اَلذَّاکِرُ کَالْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ جب فاعل پر الف لام داخل ہوتا ہے تو وہ اَلَّذِیْ کے معنیٰ میں ہوتا ہے اَلَّذِیْ ذَکَرَ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کی توفیق دے دی، اللہ کے دروازے تک پہنچ گیا وہ وَاقِفٌ عَلَی الْبَابِ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہوگیا، اب دروازہ کھولنا اُن کا کام ہے یعنی اتنی تو رسائی ہوگئی کہ دروازے تک پہنچ گئے، بتاؤ! ہے کوئی راکٹ جو اتنا تیز چلے۔ اللہ کا نام ہے، ان کے نام لینے والے سیکنڈوں میں اللہ تک پہنچتے ہیں اور دروازے پر کھڑے ہوگئے، دروازہ کیسے کھلے گا ؂

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

تم نے کچھ کوشش نہیں کی تو یاد رکھو! ؂

بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

اللہ کو راضی کرنے کے لئے کچھ تو کوشش کرو، کچھ تو بزرگوں کے پاس جاؤ، اللہ والوں سے پوچھو، صالحین اور خدا کے عاشقین کی صحبت میں رہو۔

اللہ تعالیٰ کا عاشق بننے کا طریقہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کا

عاشق بننے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ جیسے دس بے نمازی سو نمازیوں میں رہنے لگیں، ان سے کچھ نہ کہو، آہستہ آہستہ خود ہی نماز پڑھنے لگیں گے اور چار چھ ماہ کے بعد سب کے سب نمازی ہو جائیں گے، تو نمازیوں کی صحبت میں جس طرح بے نمازی، نمازی بن جاتا ہے، ایسے ہی خدائے تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت میں غیر عاشق بھی عاشق بن جاتا ہے، اس کے قلب کا اثر پڑتا ہے، خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کچھ دن کے بعد دروازہ بھی کھول دیتا ہے، یعنی نسبت مع اللہ عطا کر دیتا ہے جو اچانک آن واحد میں عطا ہوتی ہے بتدریج نہیں ملتی، دروازہ کھلنے میں تو دیر ہو سکتی ہے مگر عطا میں دیر نہیں لگتی، ایک دم سب کام بن جاتا ہے۔ اللہ کی یاد میں لگے رہو، ایک دن ولی اللہ بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ خود ہی کھینچ لیں گے، ان شاء اللہ۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان فرمائی۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے یہ دو مثالیں بتا دیں کہ وہ جو سوئے ہوئے اٹھائے گئے وہ جذب سے آئے حکیم سلیمان صاحب، ایسے ہی اللہ تعالیٰ سوتے ہوئے کو اٹھا لیتا ہے۔ اچانک دو بجے رات کو آنکھ کھل جاتی ہے، نیند ہی نہیں آتی، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کھینچ رہا ہے، کوئی وضو کروا رہا ہے اور نماز پڑھوا رہا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یہ صفت عطا فرماتا ہے تو اللہ کی یہ صفت مانگنے سے ملے گی، جہد اور محنت کرو لیکن محنت پر بھروسہ نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ آہ وزاری سے ملتے ہیں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زور استعمال کرو، عبادت کرو مگر زور پر اعتماد مت کرو، زور سے نظر ہٹا لو ؎

زور را بگزار و زاری را بگیر
رحم سوئے زاری آید اے فقیر

خدا رونے سے ملتا ہے، اللہ کو رحم آجاتا ہے، زور تو لگاؤ یعنی عمل میں محنت بھی کرو لیکن اس پر نظر مت رکھو کہ میں نے اتنی نفلیں پڑھیں، مَیں آنے سے اللہ نہیں ملتا، اپنی عبادات کو نا قابلِ قبولیت سمجھ کر اللہ سے گڑگڑاتے رہو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ روزانہ تہجد پڑھتے تھے اور روزانہ آسمان سے آواز آتی تھی کہ اے شخص! تیری تہجد قبول نہیں ہے۔ جو خادم وضو کراتا تھا وہ بھی یہ آواز سنتا تھا، لیکن وہ بزرگ اپنی تہجد نہیں چھوڑتے تھے، ایک دن خادم نے کہا حضرت! میں ایک آواز سنتا ہوں، فرمایا میں بھی سنتا ہوں تو اس نے کہا پھر آپ کیوں وضو کرتے ہیں، سردی کا موسم ہے، کیوں اتنی محنت کرتے ہیں، جایئے آرام سے سوجایئے۔ تو انہوں نے اس خادم سے ایک بات کہی کہ دیکھو بھئی! عبادت کرنا ہمارا کام ہے اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر اللہ قبول نہیں فرماتے ہیں تو ہم اپنا کام کرتے رہیں گے، ہمارا کام بندگی کرنا ہے، قبول کرنا ان کا کام ہے، ہم ان کا کام اپنے ذمہ کیسے لے لیں۔ اور ایک ہی خدا ہے دوسرا خدا ہوتا تو میں ان کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا، ایک ہی تو ہمارا اللہ ہے، اب اگر چاہے قبول کرے یا نہ کرے انہیں کی چوکھٹ پر جینا اور مرنا ہے۔ ایک خدا ہے، ایک ہی پالنے والا، وہی ربّا ہے، ساری دنیا اگر کسی کو بیٹا کہہ دے لیکن اپنا ابّا ناراض ہو تو بتاؤ! کوئی باپ بن سکتا ہے، باپ اکیلا ہوتا ہے، اللہ ایک، نبی ایک، قرآن ایک، باپ بھی ایک ہی ہوتا ہے، تین چار باپ نہیں ہوسکتے، جیسے ابّا ایک ہوتا ہے ربّا بھی ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے یا نہ کرے، لیکن میں ان کی عبادت کو نہیں چھوڑوں گا، ان کے سوا ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں۔ دوسرے دن آسمان سے آواز آگئی، آواز بدل گئی، اب کیا آواز آئی۔

قبول است گرچہ ہنر نیست است
کہ جزما پناہ دیگر نیست است

اے بندے! میں نے تیری سب تہجد قبول کرلی اگرچہ تو بے ہنر ہے یعنی جیسی میری شان ہے ویسے تو تہجد نہیں پڑھ رہا ہے لیکن ہمارے سوا تیرا کہیں پناہ ٹھکانہ بھی نہیں ہے اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو کہاں جائے گا، تیرا کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے، لہٰذا میں قبول کرتا ہوں اگرچہ بے ہنر ہے، میری شان کے لائق تیری عبادت نہیں ہے لیکن ہمارے سوا تیری پناہ گاہ اور کوئی ٹھکانہ بھی تو نہیں ہے۔

اگر کوئی گناہ نہیں چھوڑتا تو تم نصیحت کرنا مت چھوڑو

اس لیے دوستو! کسی حالت میں اس کو نہ چھوڑو اگر گناہ نہیں چھوٹتے تو خدا کو بھی نہ چھوڑو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کانپور میں استنجاء خانے میں تھے۔ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا، آواز اندر چلی گئی۔ حضرت فرماتے ہیں ایک آدمی نے دوسرے سے کہا میں نے کئی دفعہ ایک شخص کو نماز کے لیے کہا، اس نے نماز نہیں پڑھی، لہٰذا میں نے اس سے کہنا ہی چھوڑ دیا۔ تو دوسرے نے کہا کہ آپ نے غلطی کی، وہ تو اپنی غلطی پر جما رہا اور آپ نے اپنی نیکی کو کیوں چھوڑ دیا، اس سے کہتے رہتے۔ مولوی شبیر علی صاحب نے مجھ سے خود فرمایا ناظم آباد میں حکیم الامت کے بھتیجے ہیں، فرمایا کہ ایک شخص سے میں نے سو دفعہ کہا کہ سگریٹ چھوڑ دو، سو دفعہ گنتا رہا اور لکھتا رہا، سو دفعہ کہا اس نے نہیں چھوڑا جب ایک سو ایک دفعہ ہوا تو چھوڑ دیا۔ تعداد مقرر ہے، دیکھئے! پتّھر پر پانی گرتا ہے تو ایک دن میں نشان نہیں بنتا نشان چھ مہینے میں پڑے گا لیکن پہلے قطرے کا بھی اثر اس میں شامل ہے، جو پہلا قطرہ گرتا ہے اس کا بھی اس میں اثر ہوتا ہے، لہٰذا تم کہتے رہو، اللہ سے دعا کرتے رہو، مگر حقیر سمجھ کر مت کہو اور جو لوگ کسی درجہ

میں مجبور و معذور ہوں، بیمار ہوں یا کوئی اور وجوہات ہوں تو تم نیکی کرنا مت چھوڑو۔ کسی صورت میں اپنے اللہ کو مت چھوڑو۔

گناہ چھوڑنے کا نسخہ

ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو! اللہ کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے؟ مرنا تو ایک دن ضرور ہے، لہٰذا توبہ کرتے رہو، استغفار کرتے رہو اور اللہ والوں سے مشورہ لو کہ کیا کرنا چاہئے؟ گناہ کیسے چھوٹتے ہیں؟ تو جس طرح سے باپ اپنے بچے کو غنڈوں سے چھڑا لیتا ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست پیش کرتے رہیں تو ایک دن نفس و شیطان کے چنگل سے نکل جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میں ان لوگوں کے لیے ہدایت کا نسخہ مختصر وقت میں بتاتا ہوں، جن لوگوں کو اصلاح مشکل لگ رہی ہو، بہت سستی نے گھیر رکھا ہو، وہ کاہلی کے بحرالکاہل میں داخل ہو گئے ہوں، ان کو ہر چیز مشکل معلوم ہوتی ہو، ان کے لیے دو علاج ہیں بزرگوں کے بتائے ہوئے ہیں، ان کو عرض کرتا ہوں۔ نمبر ۱: صرف دس منٹ کا علاج ہے، دو رکعات نفل پڑھ لیں، کسی وقت بھی پڑھ لیں، دو رکعات نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے خدا! اپنی شانِ جذب سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لیں اور نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر مجھے اپنی بندگی عطا کر دیجیے، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنی فرمانبرداری والی زندگی عطا کر دے، کیونکہ یہ نفس و شیطان قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے، یہ آپ کا کوئی احسان نہیں مانیں گے، ایک لات اور ماریں گے، لہٰذا ان دشمنوں کے چکر میں مت آؤ، یہ دونوں دشمن ہیں، سب سے بڑا دشمن نفس ہے، اس کے بعد اس کا وزیر خارجہ شیطان ہے، نفس تو اندر ہے اندر کا بھیدی ہے اور گھر کا دشمن

زیادہ خطرناک ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دو رکعات پڑھ کر دعا کرو۔

(۲) دوسری تفسیر مجاہدہ کی یہ ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِیْ نُصْرَةِ دِیْنِنَا جو لوگ اللہ کے دین کی مدد اور نصرت کے لیے اور دین کو پھیلانے کے لیے مشقت اُٹھاتے ہیں۔

(۳) اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو اللہ کے احکام کو بجا لانے کے لیے ہر تکلیف اُٹھاتے ہیں۔

(۴) اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا جو اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچنے میں ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے خدا مصر کی جو عورتیں مجھے برے راستے کی طرف بلا رہی ہیں اس کے مقابلہ میں آپ کی رضا کے لیے قید خانہ مجھے احب ہے،

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ

یَدْعُوْنَ جمع نازل ہوا ہے اس پر بنگلہ دیش میں ایک عالم نے اِشکال کیا کہ جب زلیخا واحد تھی یعنی گناہ کی دعوت اکیلی عورت دے رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یَدْعُوْنَ جمع کیوں نازل فرمایا؟ میں نے اس کا جواب ان کو دیا کہ چونکہ مصر کی تمام عورتیں یوسف علیہ السلام سے سفارش کر رہی تھیں کہ اے یوسف تم زلیخا کی بات مان لو اور اس کے ساتھ نعوذ باللہ وہ کام کر لو جو یہ چاہتی ہے تو برائی کا مشورہ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اُسی درجہ میں رکھا جس درجہ میں گناہ کرنے والی عورت تھی، گناہ کے کام کا مشورہ دینے والیوں اور سفارش کرنے والیوں کو اللہ تعالیٰ نے اُسی عورت کے ساتھ شامل کر دیا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو گناہ کا راستہ بتائے گا وہ بھی گناہ کرنے والے کے ساتھ شامل ہے۔ اس لیے یدعون نازل فرمایا دوسری عورتیں چونکہ سفارش کر رہی تھیں، یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ راضی ہو جاؤ، کیوں انکار

کررہے ہو؟ لیکن جانِ یوسف نے عاشقانہ اعلان کیا کہ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ اے خدا! تیرے راستے میں تکلیف اُٹھانا اور تجھ کو خوش رکھنا اور اپنے نفس کو حرام خوشی سے بچانا اور اگر اس راستے میں مجھ کو قید خانہ بھی ملے تو مجھے احب ہوگا۔ میں نے الٰہ آباد میں علماء ندوہ کے سامنے یہ عرض کیا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ محبوبیت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنے پیارے، اتنے محبوب ہیں کہ جب ان کے راستے کے قید خانے احب ہوتے ہیں تو ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے، دیکھیے کیسا عنوان ہے، الحمد للہ رب العٰلمین۔

تو جو اللہ کے راستے میں چار قسم کی کوشش کرے گا (۱) اللہ کی رضا اور خوشی تلاش کرے گا (۲) اس کے دین کی مدد کرے گا، اس کے دین کو پھیلائے گا، دین پھیلانے والوں کی مدد کرے گا، جان مال عزت وآبرو سے ان کا ساتھ دے گا (۳) جو اللہ کے تمام احکام کو بجالائے گا (۴) اور جو گناہ سے بچے گا۔ بعض لوگ وظیفہ بہت پڑھتے ہیں لیکن کوئی عورت سامنے آجائے پھر دیکھو تسبیح درجیب نگاہ برحسین، تسبیح جیب میں رکھی اور عورت کو دیکھ رہا ہے، میں نے اس کا نام تسبیح درجیب رکھا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ تقریر کو مزے دار بنا دیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے ورنہ آدمی گھبرا جاتا ہے کہ کون جائے وہاں ہم بور ہوجاتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ میں آپ کو بور نہیں کروں گا اور بوری تنگ بھی نہ ہونے دوں گا۔

لذاتِ معصیت کو سرد کرنے والا مراقبہ

دوسری بات حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ذرا سا ایک چورن کھالو، اس میں کوئی محنت بھی نہیں ہے، تھوڑی دیر آنکھ بند کر کے سوچو کہ ایک دن دنیا سے جانا ہے اور جتنی ہماری چیزیں ہیں یہ سب ہم سے چھوٹ رہی ہیں، آنکھیں ہیں مگر ہم دیکھ نہیں سکتے، کان ہیں مگر ہم سن نہیں سکتے، زبان ہے مگر بات

نہیں کر سکتے اور نہ کھا سکتے ہیں اور ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کر دیا ہے، ابھی جناب زندہ ہیں، آکسیجن لگی ہوئی ہے، لیکن کوئی ہوش نہیں ہے، بچے امریکا سے آرہے ہیں، کوئی جرمن سے آرہا ہے، کہتے ہیں بابا! بابا! مگر بابا بولتے ہی نہیں۔ آنکھوں دیکھا حال بتا رہا ہوں۔ اس وقت زبان گنگ ہوجاتی ہے، پہلے ہی سے وہ اندر داخل کر دیا جاتا ہے یعنی عالم غیب شروع ہو جاتا ہے، جیسے کہ ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوجانے کے بعد اندر والوں کی آواز باہر کوئی نہیں سنتا، دنیا ہی بدل جاتی ہے تو تھوڑا سا سوچ لے، یہ مراقبہ قبل از موت کا ہے پھر اس کے بعد، بعد از موت کا تھوڑا سا تصور کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری ہوگی، اللہ تعالیٰ سوال کر رہے ہیں کہ میں نے تم کو زندگی دی تھی، تم نے جوانی کہاں صرف کی؟ میں نے تم کو سر عطا کیا تھا تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اور کاموں کے لیے تو بہت تیز تھے، اس قدر تمہیں طاقت تھی کہ رات دن تم محنت کرتے تھے مگر ہماری عبادت کی تمہیں کیوں توفیق نہیں ہوئی؟ اس میں تم کیوں سست تھے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی حاجی مکہ شریف سے واپس اپنے ملک میں جا کر کسی کو ایک ٹوپی دے دیتا ہے بھئی! مکہ شریف کی ٹوپی ہے، تو وہ جلدی سے سر پر رکھ لیتا ہے اور کہتا ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے ایسے مبارک سفر کی چیز مجھ کو دی، لیکن جس نے سر بنایا ہے جس پر ٹوپی رکھی ہے، جس نے سر عطا کیا ہے اس کا شکریہ کیوں نہیں ادا کرتے؟ کسی نے بھوک میں کھلا دیا اس کا بہت شکریہ ادا کرتے ہو لیکن جس نے معدہ بنایا ہے، اُس کی ناشکری کیوں کرتے ہو؟ معدے کی قیمت کیا ہے؟ ایک صاحب نے پاکستان میں چھ لاکھ روپے خرچ کیے اور ابھی تک ان کا کینسر اچھا نہیں ہوا، ایک شخص ایک گردہ ٹھیک کرانے کے لیے ڈھاکہ سے مدراس گیا، مدراس کا ہسپتال تین لاکھ روپے مانگ رہا ہے، اتنا روپیہ کہاں سے لائیں گے؟ بیوی کا زیور بھی

فروخت کردیا، ایک گردہ کے لیے سب کچھ بیچ دیا، اللہ نے ہم کو دو دو گردے عطا کیے ہیں، ڈاکٹر تین لاکھ روپے مانگ رہے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ یہ صحیح بھی ہوجائے گا۔ آپ سوچئے کہ ہر ایک کو تین تین لاکھ کا گردہ لگا ہوا ہے۔ اور اس کا تین لاکھ روپے میں بھی ضروری نہیں کہ وہ ٹھیک بھی ہوجائے۔

دوستو! سر سے پیر تک سب اللہ تعالیٰ کے انعامات سے لدے ہوئے ہیں، اپنے سر کو پیش نہ کرنا اور سجدہ نہ کرنا، نماز کو وقت پر ادا نہ کرنا سوچو ذرا کس قدر ناشکری ہے؟ زبان اللہ نے دی ہے، رات ودن باتیں کرتے ہیں مگر تلاوت قرآنِ کریم کے لئے، اللہ کے کلام کے لئے ٹائم نہیں ہے، کہتے ہیں فرصت نہیں ہے۔ یہ کیا بات ہے۔ کراچی میں بندر روڈ پر ایک صاحب کو میں نے ٹیلی فون کیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ فلاں چیز مجھے پہنچا دیجئے، پھر سیٹھ صاحب کہنے لگے کہ جلدی بھیجئے گا، صاحب بھولئے گا نہیں، کیونکہ گاہک کا اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ تو میں نے کہا سبحان اللہ! آپ نے کیا جملہ استعمال کیا، گاہک کی اتنی فکر کہ اس کے ساتھ فوراً موت کا لفظ استعمال کیا، لیکن دوسرا جملہ بھی آپ سوچئے اور اپنے اعمال کی تیاری کی فکر بھی کیجئے، اس کا بھی تو وقت مقرر نہیں ہے۔ تاجر لوگوں کا بھی عجیب معاملہ ہے، ایک جملہ تو پیش کردیا لیکن دوسرا جملہ بھی اللہ نے منہ سے نکلوا دیا کہ گاہک اور موت کا وقت مقرر نہیں ہے، کس وقت گاہک آجائے، تو گاہک کے لئے تو دکان میں سب لگے ہوئے ہیں لیکن موت کے لیے اپنے اعمال کو درست کرنے کی کوئی فکر نہیں، روزہ، نماز ادا نہیں کرتے۔ لہٰذا تمام اعمال روزہ، نماز وغیرہ ان سب چیزوں کو بھی ٹھیک کرو۔

قلب کی بیٹری ری چارج کرنے والے لوگ

اگر بیٹری ڈاؤن ہوچکی ہے تو ری چارج کرنے والوں کے پاس جاؤ

بیٹری چارج کرنے والے بھی ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور متقین کے ساتھ رہ پڑو۔ مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے معنیٰ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ہے اور نصِ قطعی سے ثابت ہے، اس میں اجتہاد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۷۷)

یعنی ہر صادق متقی ہے۔ لہٰذا متقین کے پاس رہو، ڈرنے والوں کے پاس رہو گے تو ڈر والی حیات عطا ہو جائے گی۔

پرسکون اور پاکیزہ حیات کا حصول

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کرر ہا ہوں کہ چین والی زندگی، اطمینان قلب اور عافیت والی حیات جو بادشاہ اور سلاطین خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دیکھو! اگر دنیا میں تم لذت تلاش کرتے ہو، لطف والی زندگی ہر شخص چاہتا ہے یا نہیں؟ بھئی! ہر شخص سے پوچھئے کہ تم کیسی زندگی چاہتے ہو؟ ہر شخص کہتا ہے صاحب مزیدار زندگی چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے:

﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

(سورۃ النحل، آیت:۹۷)

تو ہم تم کو ضرور بالضرور بالطف زندگی دیں گے، زندگی کا خالق تو یہ اعلان کرر ہا ہے کہ جو ایمان لایا اور عملِ صالح کئے تو فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً طیبہ کا ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالطف زندگی کیا ہے، ہم ضرور

بالضرور اس کو بالطف زندگی دیں گے اور ہم لطف کہاں تلاش کررہے ہیں؟ سوچو ہم غیبت میں لطف تلاش کرتے ہیں، جب کسی کی برائی کرتے ہیں تو ہمیں چٹنی، شامی کباب لگتا ہے، گانا سننے میں، بدنگاہی میں، بری نظر سے عورتوں کو دیکھنے میں حرام مزے تلاش کرتے ہیں، کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ جو زندگی کا خالق ہے، جو قلب کی حیات سے واقف ہے کہ تمہارے دل کو چین کس چیز سے مل سکتا ہے؟ اور ہم کہاں تلاش کررہے ہیں، اللہ کی نافرمانی میں۔ چنانچہ آج تک کوئی شخص مجھے ایسا نہیں ملا، میرے بال سفید ہوگئے، ساٹھ سال کی عمر ہوگئی، میں نے بہت سے دوستوں سے پوچھا کہ تم نے خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی زندگی میں چین پایا یا پریشانی پائی؟ اور پھر جب وہ اللہ! اللہ! کرنے لگے، نماز پڑھنے لگے، روزہ رکھنے لگے، پھر جب زندگی بدلی تو میں نے ان سے پوچھا اب دونوں زندگی کا فرق بتاؤ؟ انہی لوگوں نے بتایا کہ وہ زندگی دوزخ کی سی تھی اور اب جنت کی زندگی محسوس ہورہی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

اللہ والا دل بنالو ان شاء اللہ، دونوں جہان کی لذت پاجاؤ گے۔

جہنم کا مزاج

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح کرتے ہیں، بخاری شریف کی روایت ہے اور قرآن کی آیت کی تفسیر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾

(سورۃ ق، آیت:۳۰)

جب ہم جہنم سے پوچھیں گے کہ تیرا پیٹ بھر گیا تو جہنم کہے گی اللہ میاں! کچھ اور

بھی مال ہے؟ سارے گناہ گار بھر دیئے جائیں گے، مگر پھر بھی دوزخ کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

((حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَطْ قَطْ قَطْ))

(بخاری شریف، کتاب التفسیر، ج ۲، ص ۷۱۹)

اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھیں گے تو جہنم کہے گی قط قط اور ایک روایت میں تین مرتبہ قط قط قط آیا ہے، اس کی تفسیر میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہوگی، اللہ تعالیٰ جو قدم رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ تو قدم سے پاک ہے، جسمانیات سے پاک ہے، لہٰذا قدم سے مراد تجلی خاص ہے، اسی تجلی خاص کے نزول کے بعد اس کا پیٹ بھر جائے گا، اور وہ کہے گی اللہ! تیرا شکر ہے میرا پیٹ بھر گیا۔

اسی طرح جنت کا بھی پیٹ نہیں بھرے گا،

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ......وَلَا یَزَالُ فِی الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰی یُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَیُسْکِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ: باب خلق الجنۃ والنار ص ۵۰۵)

اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو پیدا کر کے اسی وقت جنت میں داخل کر دیں گے اور اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں نئی مخلوق کو نہیں ڈالا۔ دیکھو! اس کا نام ہے فضل۔ ورنہ اللہ میاں کوئی مخلوق پیدا کر کے بغیر کسی گناہ کے دوزخ میں ڈال سکتے تھے یا نہیں؟ لیکن نہیں! اپنی تجلی خاص سے اس کا پیٹ بھرا، کیونکہ بغیر کسی گناہ کے کسی کو دوزخ میں ڈالنا ظلم ہو جاتا، لیکن عیش دینا فضل ہے اور فضل قانون سے بالاتر ہے، ایک مخلوق پیدا کر کے کہیں گے جاؤ جنت میں، نہ تم نے نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، جاؤ مزے کرو، وہ جنت میں جائیں گے۔

جنت کا صحیح مزہ اہلِ تقویٰ کو نصیب ہوگا

جب مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث پڑھائی تو ایک طالب علم نے کہا کہ حضرت! یہ لوگ تو بڑے مزے میں ہوں گے، نہ نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، مفت میں وہیں پیدا ہو کر جنت میں چلے جائیں گے۔ فرمایا بیوقوف! تو کیا جانے، ان کو کچھ مزہ نہیں آئے گا، جنت کا مزہ تو ہم لوگوں کو آئے گا، جو مشقت اٹھا کر گئے ہیں، جو بلا مشقت چیز ملتی ہے اس کا وہ لطف نہیں ہوتا، لہٰذا جنت کی نعمتوں کا صحیح ادراک اور اللہ کی تجلیاتِ قرب کا وہ احساس اُنہیں نہیں ہوگا جو لطف ہم کو آئے گا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے دس سال تک ایک اشکال رہا کہ اللہ تو ارحم الراحمین ہے، پھر اپنے راستے کو اتنا مشکل کیوں کر دیا؟ ایک دن مثنوی دیکھ رہا تھا تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک شعر پیش کیا ہے، جس سے میرا اشکال دور ہو گیا، فرماتے ہیں ؎

لیکِ شیرینی و لذاتِ مقر
ہست بر اندازۂ رنجِ سفر

یعنی وطن پہنچنے کی لذت اور شیرینی کا اتنا لطف آئے گا کہ تم بیان نہ کر سکو گے کیونکہ جتنا سفر مشکل سے طے ہوتا ہے، منزل پر پہنچ کر اتنی ہی خوشی ہوتی ہے جو روزہ نماز کی راہوں سے آئے، نظر کی حفاظت کی راہوں سے آئے، غیبت اور برائیوں کو چھوڑ کر آئے، ہر وقت ان کے دل پر آرے چل رہے ہیں، نفس کی خواہشات پر کتنی تلواریں کھائی ہیں، سوچو اس کو ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیرِ بلا برسر خورند

اے دنیا والو! تمہارے پاؤں میں ایک کانٹا بھی نہیں چُبھا تم کیا جانو اللہ والوں کے مجاہدات کو ان شیروں کا حال جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواریں کھا رہے ہیں، اپنی خواہشات کا خون کر رہے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں میرا ایک شعر ہوا تھا کہ جو

لوگ نظر کی حفاظت کرتے ہیں، اپنی حرام آرزوؤں کا خون کرتے ہیں تو خدا ان کا ایمان لال کر دیتا ہے، نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے، جس نے بصارت کی حلاوت قربان کی تو اس کے بدلے میں حلاوتِ بصیرت اس کو عطا کی جارہی ہے۔ حیدر آباد دکن میں میرا یہ شعر ہوا، میں نے وہیں پیش کیا تو وہاں ایک اردو کے بڑے ادیب ریلوے کے افسر ہیں، بڑا وجد کرنے لگے، وہ شعر ہے ؎

ہائے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

ترکِ معاصی کا نور

سو برس کے تہجد سے ایک گناہ چھوڑ دینے کا نور زیادہ قوی ہوتا ہے۔ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں آج کل نفلوں کا بہت شوق ہے لیکن گناہ کی عادت نہیں چھوڑتے، زہر کھانے سے باز نہیں آتے اور انڈا اور مرغی کا سوپ پی رہے ہیں، ارے! کمزور کے کمزور رہوگے، اس کی کوشش کرو کہ کم سے کم مہینے میں ایک گناہ چھوڑ دو، آہستہ آہستہ چھوڑ دو، اوّل تو زہر کھانا جلد ہی چھوڑ دینا چاہئے لیکن نہ چھوٹ سکے تو چھڑانے والوں سے دوستی کرو، کبھی گھر میں غنڈے گھس جاتے ہیں، نہیں نکلتے، پولیس والوں سے مدد لینی پڑتی ہے، دل میں جو غیر اللہ گھس چکے ہیں اگر تم نہیں نکال سکتے ہو تو تھانے والوں کو اطلاع کرو، اس کے تھانیدار دوسرے لوگ ہیں، آپ کہیں رپورٹ لکھوانے پولیس میں نہ چلے جایئے گا۔ جیسے ایک حکیم صاحب کے پاس ایک قاری صاحب گئے، وہ ضاد کو دال پڑھتے تھے تو حکیم صاحب کے پاس جا کر کہنا تھا کہ مجھے ایک مرض لگا ہے، اس نے کہا مجھے ایک مرد لگا ہوا ہے۔ تو حکیم صاحب نے کہا دیکھو بھئی! مرض کا علاج تو میرے پاس ہے، جوشاندہ وغیرہ پیو ٹھیک ہو جاؤ گے، لیکن مرد کا علاج میرے

پاس نہیں ہے، جاؤ تھانے میں رپورٹ لکھوادو، ہم مرد کو کیسے بھگا سکتے ہیں؟ وہاں ان کی قرأت اُلٹی پڑگئی۔

نفس کا مزاج بھی دوزخ والا ہے

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کے ذکر سے اطمینان والی زندگی ملتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی شرح میں کہ اللہ تعالیٰ کے قدم سے دوزخ کا پیٹ بھرا، گناہ گاروں سے اس کا پیٹ نہیں بھرا۔ اسی طرح نفس کا پیٹ بھی گناہوں سے نہیں بھرے گا، ایک لاکھ گناہ کرڈالو پھر کوئی کان میں کہہ دے کہ ابھی اور بھی مال ہے تو کہے گا اس کو بھی لے آؤ، بتاؤ! کسی شخص کا گناہ سے پیٹ بھرتا ہے؟ تقاضا اور شدید ہوجاتا ہے۔ دوستو! بعض وقت شیطان کہتا ہے ایک دفعہ جی بھر کے دیکھ لو پھر متقی بن جاؤ۔ حکیم الامت فرماتے ہیں پاخانے کو پیشاب سے دھونے سے پاکی نہیں آئے گی، آگ میں آگ ڈال رہے ہو، لہٰذا توبہ ہی سے نجات ملے گی۔ مولانا رومی فرماتے ہیں جس طرح دوزخ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی سے سکون ملا اور اس کا پیٹ بھرا تو ہیڈ آفس کا جو مزاج ہوتا ہے وہی برانچ کا ہوتا ہے، نفس اس کی شاخ ہے، گناہوں سے اس کو سکون نہیں ملے گا، یہ نفس تمہارے کان میں ہر وقت کہتا رہے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ایک بدنگاہی کرتا ہے پھر اور، پھر اور، گناہوں سے کبھی جی نہیں بھرتا، وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کہتا رہے گا، لہٰذا مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے قدم کو اپنے نفس کے اندر لاؤ، یعنی ذکر اللہ سے دل میں ان کی تجلی لاؤ، حق تعالیٰ سے تعلقِ خاص قائم کرو، جو اولیاء اللہ کو عطا ہوتا ہے، ایک تو ڈھیلا ڈھالا تعلق ہوتا ہے اور دوسرا ایک خاص تعلق اللہ والوں کو اللہ عطا کرتا ہے، جب اللہ سے محبت اور تعلق قوی ہوگا تو ہر وقت آپ کے قلب میں اللہ کا دھیان،

اللہ سے محبت ، اتباعِ سنت کی توفیق ہوگی ، اللہ جن باتوں سے راضی ہوتے ہیں ان کو اختیار کرنے کی توفیق ہوگی ، ناراضگی والے اعمال سے بچنے کی توفیق ہوگی ، ان شاء اللہ تعالیٰ پھر تمہارے دلوں کو چین نصیب ہوگا ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

تمہارے قلوب کو اطمینان ہماری ہی یاد سے ملے گا، گناہوں کے چھوڑنے سے ملے گا، جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم گناہوں کے تقاضوں کی آگ میں جل رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی آیت نازل کردی ، کیا فرماتے ہیں ؎

اُذْكُرُوا اللّٰهَ شاہِ ما دستور داد

اندر آتش دید و مارا نور داد

ہمارے شاہ نے اُذْكُرُوا اللّٰهَ کی آیت نازل کردی کہ ہمارا نام لو ہمیں گناہوں کی آگ میں جلتے دیکھا تو اللہ کو رحم آیا، اے ظالمو! تم نفس کے تقاضے اور گناہوں کی آگ میں کب تک جلتے رہو گے، ہمارا نام لو پھر دیکھو! کیسی ٹھنڈک تمہارے دل کو ملتی ہے، ایسا چین آئے گا کہ بادشاہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا، جو سلاطین کو تخت و تاج کی بھیک دیتا ہے، دوستو! ایک جملہ سن لو! جو سلاطین کو، بادشاہوں کو تخت و تاج کی بھیک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تختہ الٹوا دیتا ہے اور بعضوں کو پھانسی پر بھی چڑھوا دیتا ہے، وہ اللہ جس کے دل میں آتا ہے تو اس کے قلب کا کیا حال ہوگا؟ کسی شے پر قیاس نہیں کرسکتے ،بس اتنا ہی سن لو، قیاس کا سوچ بھی نہیں سکتے ،جس کے دل میں خدا آتا ہے تو سلاطین بھی اس کی نگاہوں سے گرجاتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑھ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ساری کائنات کی محفل پھیکی ہو جاتی ہے، دنیا کی سب چیزیں فانی ہیں اور جتنے حسین دنیا میں ہیں ان کا بڑھاپا سوچو۔ رات میں شامی کباب کا کھانا دیکھو اور صبح لیٹرین میں نکالنا دیکھو، اس کے درآمد کو دیکھو اور اس کے برآمد کو دیکھو، کتنا فرق ہوتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت عرض کر رہا ہوں جس کپڑے کو استری کر کے بڑا شاندار لباس پہن کر ناز کرتے ہو، تین سال کے بعد گاڑیاں کوڑا خانے میں لے جاتی ہیں اور کتّے ان پر پیشاب کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کوئی چیز دنیا میں دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔ یہ گال یہ بال اور یہ آنکھیں ختم ہونے والی ہیں، دیکھتے دیکھتے چند دن میں جغرافیے بدل جاتے ہیں۔ اب وہ شعر پھر پڑھ دیتا ہوں۔ جغرافئے بدل جائیں گے، تمہاری محبت کی تاریخ بھی بدل جائے گی، بلکہ ٹھنڈی پڑ جائے گی۔

ادھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

دوستو! غیر اللہ سے دل مت لگاؤ، یہ دل ایک ہے اگر کئی دل ہوتے تو کچھ اللہ کو دیتے، کچھ غیر کو بھی دے دیتے لیکن ایک ہی دل ہے، خدا ہی پر فدا کرو، ہمارے دل کو آرام سے رکھنے والا اور آرام سے رکھنے کا طریقہ جاننے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے، جن کو ہم دل دیتے ہیں یہ ظالم کیا جانیں کہ دل کیسے چین سے رکھا جاتا ہے؟ اللہ جانتا ہے، جس نے ماں کے پیٹ میں ہمارا دل بنایا ہے اس نے اعلان کر دیا کہ ہماری مرضی اور ہماری رضا سے اور ہماری خوشی سے تمہارے قلوب کو چین ملے گا اور اگر میں ناراض ہوا تو لاکھ تم شامی کباب اُڑاتے رہو، دل پر غم کے ہتھوڑے پیدا کر دوں گا، ایئر کنڈیشن میں تم پریشانیوں سے بچنے

کی اسکیمیں بناتے رہو گے لیکن افکار سے تمہیں نیند نہیں آئے گی۔ تو غیر اللہ سے دل کو چھڑا کر اللہ سے دل لگاؤ اور اس کا طریقہ سیکھو، ایک وعظ میں سب کچھ نہیں بتایا جاسکتا، کسی وقت میں اکیلے ملو پھر ہم ان شاء اللہ بتائیں گے کہ اللہ کی محبت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ یا کسی مجلس میں دوبارہ اگر مجھے موقع ملا تو میں اللہ کی محبت پھر بیان کروں گا اور اس کی مقدار کہ کتنی محبت ہونی چاہیے، سب احادیث سے، قرآن سے اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے، وہ سب بتاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ جو کچھ بیان ہوا اپنی رحمت سے اس کو قبول فرما اور ہم نے آپ کے خزانے سے آپ کے بندوں کو ایک خبر دی ہے، بذریعہ آپ کے کلام کے آپ ہم سب کی جانوں کو، دلوں کو، روحوں کو جذب فرما لیجیے، ہمارے دست و بازو کو اپنی رحمت سے اپنے دست و بازو سے پکڑ لیجیے اور ہمیں اپنا بنا لیجیے، یا اللہ! اگر ہم نالائقی سے آپ کا نہیں بننا چاہتے، نفس و شیطان ہم پر غالب ہیں، آپ اپنی رحمت سے ہم کو اپنا بنا لیجیے، جذب فرما کر اپنا صالح اور نیک بندہ بنا لیجیے، نمازی بنا دیجیے اور دیندار بنا دیجیے، صالح بنا دیجیے، اللہ والا بنا دیجیے، تقویٰ والی زندگی عطا فرما دیجیے اور شیطان و نفس کی غلامی سے چھڑا کر اے خدا! سو فیصد غلامی والی حیات نصیب فرما دیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ